قبر کے پاس سورہ بقرہ کے اول و آخر کی تلاوت

کا ثبوت

مرتب:۔ الیاس علی شاہ عفی عنہ

مدرسہ نجم العلوم نواں کلے رستم

------ حدثنا ابو اسامۃ عبد اللہ بن محمد بن ابی اسامۃ الحلبی، حدثنا ابی

ح وحدثنا ابراھیم بن دحیم الدمشقی، حدثنا ابی

ح وحدثنا الحسین بن اسحاق التستری، حدثنا علی ابن حجر-

قالوا: حدثنا مبشر بن اسماعیل، حدثنی عبد الرحمٰن بن العلاء بن اللجلاج عن ابیہ قال : قال لی ابی: یا بنی! اذا مت فالحدنی فاذا وضعتنی فی لحدی فقل : بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ، ثم سن علی التراب سنا، ثم اقرا عند راسی بفاتحۃ البقرۃ وخاتمتھا، فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذلک-

(المعجم الکبیر للطبرانی، الجز التاسع عشر،ص220--221)

ترجمہ:-عبد الرحمٰن بن العلاء اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد حضرت لجلاج رضی اللہ عنہ نے فرمایاکہ اے میرے بیٹے! جب میں مرجاؤں تو مجھے لحد میں رکھ دینا، اور جب مجھے لحد میں رکھو تو یہ دعا پڑھنا" بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ " اور میرے سرہانے سورۃ بقرہ کا اول اور آخر پڑھنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی فرماتے سنا ہے-

------اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ، ثنا ابو العباس احمد بن یعقوب، ثنا العباس بن محمد، سالت یحیی بن معین عن القراء ۃ عند القبر، فقال: حدثنا مبشر بن اسماعیل الحلبی، عن عبد الرحمٰن بن العلاء بن اللجلاج عن ابیہ انہ قال لبنیہ: اذا ادخلتمونی قبری فضعونی فی اللحد وقولوا: بسم اللہ وعلی سنۃ رسول اللہ"، وسنوا علی التراب سنا، واقرأو ا عند راسی اول البقرۃ وخاتمتھا ، فانی رأیت ابن عمر یستحب ذالک-

السنن الکبری الجز الرابع، ص93، کتاب الجنائز، باب ما ورد فی قراۃ القرآن عند القبر/الدعوات الکبیر الجز الثانی، ص 297)

ترجمہ:-عبد الرحمٰن بن العلاء اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ علاء بن لجلاج نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ جب تم مجھے قبر میں داخل کرو تو مھجےلحد میں رکھ دینا اور یہ دعاپڑھنا" بسم اللہ وعلی سنۃ رسول اللہ"، اور مجھ پر مٹی ڈالو اور میرے سرہانے سورۃ بقرہ کا اول اور آخر پڑھنا کیونکہ میں نے ابن عمر کو دیکھا کہ اسے مستحب سمجھتے تھے-

نوٹ:-پہلی روایت میں صحابی رسول حضرت لجلاج رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ذلک فرما رہے ہیں اور دوسری روایت میں صحابی کا بیٹا حضرت علا بن لجلاج تابعی اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے رایت ابن عمر یستحب ذلک بھی فرمارہے ہیں-لہذا دونوں رویتوں میں کوئی تضاد وتعارض نہیں --

گویا دونوں روایتوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، دو صحابی حضرت لجلاج اور عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ایک تابعی علاء بن لجلاج سے اس مسئلہ کا ثبوت مل رہا ہے--

اعتراض:- غیر مقلدین حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ دونوں روایتوں کا مرکزی راوی عبد الرحمٰن بن العلاء ہے - جس کے متعلق علامہ البانی لکھتے ہیں کہ ابن حبانؒ کے سوا کسی نے اس کی توثیق نہیں کی اور وہ توثیق کرنے میں متساہل ہے-

جواب:-متقدمین میں سے امام بخاریؒ نے التاریخ الکبیر میں، امام ترمذی نے امام ابو زرعہ رازی سے سنن ترمذی میں اور امام ابو حاتم رازی نے الجرح والتعدیل میں عبد الرحمٰن کا تذکرہ کیا ہے اور کسی قسم کی جرح نہیں کی ہے-

---امام یحیی بن معینؒ نے اس روای کی ضمنی توثیق کر رکھی ہے کیونکہ ان کے شاگرد امام دوریؒ نے ان سے قبر کے پاس قرآن کی تلاوت کے متعلق پوچھا، تو اس نےجواز کے بارے میں عبد الرحمٰن بن العلاء کی روایت بیان کی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد الرحمن بن العلاء ان کے نزدیک قابل حجت ہیں-
ملاحظہ ہو السنن الکبری کی مذکورہ بالا روایت -

اورامام خلالؒ کے الفاظ یہ ہے:

وسالت یحیی بن معین فحدثنی بھذا الحدیث۔۔ (الامر بالمعرف والنھی عن المنکر/ کتاب القراءۃ عند القبور ص87)

--- امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اس راوی کی ضمنی توثیق کر رکھی ہے کیونکہ ان کے سامنے جب عبد الرحمن بن العلاء کی روایت امام محمد ابن قدامہ جوہری نے سنائی تو آپ نے رجوع کرکے اس کے موافق عمل کرنے کا حکم دیا- امام ابو بکر الخلال نے اس واقعہ کو دو سندو ں سے روایت کی ہے-

پہلی سند:--- اخبرنی الحسن بن احمد الوراق، ثنی علی بن موسی الحداد۔ وکان صدوقا، وکان ابن حماد المقری یرشد الیہ۔ فاخبرنی قال: کنت مع احمد حنبل فی جنازۃ، فلما دفن المیت جلس رجل ضریر یقرا عند القبر---- الخ----

دوسری سند:---- واخبرنا ابو بکر بن صدقۃ قال: سمعت عثمان بن احمد بن ابراھیم الموصلی قال: کان ابو عبد اللہ احمد بن حنبل فی الجنازۃ----- الخ----

دوسری سند میں ابوبکر احمد بن عبد اللہ بن صدقۃ بغدادی ہیں، علامہ ذہبی نے ان کو الحافظ کے لقب سے یاد کیا ہے اور لکھا ہے کہ موصوف نے امام احمدؒ سے مسائل حاصل کئے ہیں اور ان سے امام خلالؒ نے استفادہ کیا ہے (تاریخ الاسلام) ان کا انتقال293ھ کو ہوا ہے-(طبقات الحنابلۃ)

اور عثمان بن احمد موصلیؒ کے متعلق قاضی ابو یعلی فرماتے ہیں صحب امامنا وروی عنہ اشیاء- کہ وہ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ کے ساتھ رہے ہیں اور ان سے بہت سے مسائل نقل کئے ہیں- اس کے بعد قاضی ابویعلی نے مذکورہ قصہ بھی ان کے حوالے سے نقل کیا ہے-

نیز پہلی سند میں موجود علی بن موسی الحداد نے اس کی متابعت کر رکھی ہے- پہلی سند میں حسن بن احمد الوراق کو قاضی ابو یعلی نے امام خلال کا استاد قرار دیا ہے جس سے امام خلالؒ نے بہت استفادہ کیا امام حسن بن احمد الوراق کی اتنی شہرت اور تعریف کافی ہے جس سے دوسری سند کی متابعت ہوجاتی ہے-- العرض یہ قصہ ثابت ہے اس کو رد نہیں کیا جاسکتا-

ضمنی تو ثیق کے اصول کے خود البانی اور غیر مقلدین کے دیگر شیوخ قائل ہیں-

چنانچہ البانی مرحوم ایک راوی کے متعلق لکھتے ہیں:

وکذلک وثقہ کل من صحح حدیثہ اما باخراجہ ایاہ فی الصحیح کمسلم وابی عوانۃ او بنص علی صحتہ کالترمذی

(الاحادیث الصحیحۃ الجز السابع ص16)

ترجمہ:- ہر اس محدث نے اس راوی کی توثیق کی ہے جس نے اس کی حدیث کی تصحیح کی ہے یا تو صحیح کے اندر لانے سے امام مسلم اور امام ابو عوانہ کی طرح یا صحت کی تصریح کرنے سے امام ترمذی کی طرح----

اس اصول کے طور پر درجہ ذیل حضرات نے عبد الرحمن بن لعلاء کی ضمنی توثیق کر رکھی ہے-

------- امام بیہقیؒ نے دعوات الکبیر میں عبد الرحمن بن العلاء کی روایت کو حسن کہا ہے-

ھذا موقوف حسن۔۔ (الدعوات الکبیر الجز الثانی، ص297)

------ امام نووی ؒ نے عبد الرحمن بن العلاء کی روایت کو حسن کہا ہے-

ورویناہ فی سنن البھیقی باسناد حسن-- (الاذکارا لنوویۃ ص 137)

------ علامہ ہیثمیؒ نے عبد الرحمن بن العلاء کو ثقہ قرار دیا ہے-

اسی قراءۃ والی روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون--- (مجمع الزوائد الجز الثالث ص124 رقم:4243)

اور دوسرے مقام پرعبد الرحمن بن العلاء کی ایک طبرانی والی روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

رواہ الطبرانی وفیہ المعلی بن الولید ولم اعرفہ ،و بقیۃ رجالہ ثقات-- (مجمع الزوائد الجز الخامس ص23 رقم7961)

---------- علامہ منذریؒ نے بھی عبد الرحمن بن العلاء کی طبرانی والی ایک روایت کے متعلق فرماتے ہیں:

رواہ الطبرانی باسناد لا باس بہ--- (الترھیب والترغیب الجز الثالث ص101 رقم13)

------علامہ شمس الدین محمد بن مفلح المقدسیؒ نے بھی عبد الرحمن بن لعلاء والی روایت کی تصحیح کر رکھی ہے-

و صح عن ابن عمر--- (کتاب الفروع الجز الثالث ص420 کتاب الجنائز)

------ علامہ ابن حجر نے امام بیہقی کی سند کی تخریج کرتے ہوئے عبد الرحمن بن العلاء کی روایت کو حسن کہا ہے-

ھذا موقوف حسن--- (نتائج الافکار ،الجزء الرابع، ص426/ الفتوحات الربانیۃ لمحمد علی بن محمد علان الجز الرابع ص 136)

اعتراض:- البانی لکھتا ہے کہ علامہ ابن حجر کا اسے حسن قرار دینا غلط ہے کیونکہ اس نے عبد الرحمن بن العلاء کو تقریب التھذیب میں مقبول کہا ہے جس کی روایت تب حسن ہوگی جب اس کی متابعت کی گئی ہو ورنہ راوی لین الحدیث ہوگا-

جواب:- حافظ ابن حجرؒ نے خود اس راوی کو مقبول کہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خود اس نے اس راوی کے روایتوں کے جائزہ لیا ہے اور اس کو مقبول قرار دیا ہے- حافظ بن حجر کے اصول کے مطابق عبد الرحمن بن العلاء مقبول درجہ کا راوی ہے گویا ان کی تحقیق میں اس حدیث کی متابع موجود ہے- اس لئے اس نے صراحت کے ساتھ اس کی روایت کی تحسین کر دی ہے-

خود عملی طور پر جب ہم دیکھیں تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی فرموع روایت اس کے لئے متابع ہے، اصولی طورپر اگرچہ یہ شاہد بنے گی مگر ایک تو متابع پر شاھد اور شاھد پر متابع کا اطلاق ہوتا اور دوم یہ کہ متابع اور شاہد دونوں سے مقصود ایک ہے کہ اس کے ذریعے تقویت حاصل ہوتی-

چنانچہ علامہ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں:

وقد تطلق المتابعۃ علی الشاھد، وبالعکس ولامر فیہ سھل (نزھۃ النظر)

ترجمہ:- کبھی متابعت پر شاھد اور کبھی اس برعکس اطلاق ہوتا، اور اس میں فیصلہ آسان ہے-

عبد اللہ بن عمر کی فرموع حدیث کو امام خلال ؒ، امام طبرانیؒ اور امام بیہقیؒ نے روایت کی ہے-

امام خلال ؒ فرماتے ہیں:

واخبرنی العباس بن محمد بن احمد بن عبد الکریم، قال: حدثنی ابو شعیب عبد اللہ بن الحسین بن احمد بن شعیب الحرانی من کتابہ، قال: حدثنی یحیی بن عبد اللہ الضحاک البابلتی، حدثنا ایوب بن نہیک الحلبی الزہری مولی آل سعد بن ابی وقاص قال: سمعت عطاء بن ابی رباح المکی، قال سمعت ابن عمر، قال: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: اذا مات احدکم فلاتحبسوہ، واسرعوا بہ الی قبرہ ، ولیقراعند راسہ بفاتحۃ البقرۃ، وعند رجلیہ بخاتمتھا فی قبرہ۔

(الامر بالمعرواف والنہی عن المنکر ص88 وکتاب القراء ۃ عند القبورص2)

اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن علامہ ابن حجر نے پھر بھی اس کو حسن قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس کا متابع یعنی شاھد عبد الرحمن بن لعلاء کی روایت موجود ہے۔

ویؤیدہ حدیث ابن عمر: سمعت رسول اللہ اذامات احدکم فلاتحبسوہ ، واسرعوا بہ الی قبرہ، اخرجہ الطبرانی باسناد حسن۔

(فتح الباری الجز الثالث ص184،باب السرعۃ بالجنازۃ)

المعجم الكبير

للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني

٢٦٠هـ — ٣٦٠هـ

حققه وخرج أحاديثه

حمدي عبد المجيد السلفي

الجزء التاسع عشر

الناشر
مكتبة ابن تيمية
القاهرة ت : ٨٦٤٢٤٠١

٠٠٠٠٠ (٤٨٥) حدثنا عمرو بن اسحاق بن ابراهيم بن زيريق الحمصي ثنا أبو علقمة نصر بن خزيمة أن أباه حدثه عن نصر بن علقمة عن أخيه محفوظ بن علقمة عن عبدالرحمن بن عائذ قال قال لقيط بن صبرة السكوني: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم ورجلاي معوجتان لا تمسان الارض فدعا لي فمشيت على الارض ٠

من اسمه لبى

٠٠٠٠ ـ لبى بن لبا

٠٠٠٠٠ (٤٨٦) حدثنا محمد بن علي بن شعيب السمسار ثنا خالد بن خداش ثنا محمد بن يزيد الواسطي عن أبي بلج قال: رأيت لبى بن لبا الاسدي وكان رجلا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أو قد أدرك النبي صلى الله عليه وسلم سبق فرس له فجلله بردا عدنيا ، ورأيت عليه ثوب خز أو مطرف ٠

من اسمه لجلاج

٠٠٠٠ ـ لجلاج أبو خالد كان ينزل دمشق

٠٠٠٠٠ (٤٨٧) حدثنا أبو يزيد القراطيسي ثنا المعلى بن الوليد القعقاعي ثنا مبشر بن اسماعيل حدثني عبدالرحمن بن العلاء بن اللجلاج

---

٤٨٥ ـ قال في المجمع (٩/ ٤٠٠) رواه الطبراني من طريق نصر بن خزيمة عن أبيه لم أعرفهما وبقية رجاله ثقات ٠

٤٨٦ ـ ورواه البخاري في التاريخ الكبير (٤/١/٢٥٠) قال في المجمع (٥/٢٦٥) ورجاله ثقات ٠

٤٨٧ ـ قال في المجمع (٥/ ٣١) وفيه المعلى بن الوليد ولم أعرفه وبقية رجاله ثقات ٠ قلت ذكره الحافظ في اللسان (٦/ ٦٥ـ٦٦) وقال : روى عنه أهل مصر بما أغرب ٠

عن أبيه عن جده اللجلاج قال : ما ملأت بطني طعاما منذ أسلمت مع النبي صلى الله عليه وسلم آكل حسبي وأشر حسبي ، قال العلاء : يعني قوتي .

٠٠٠٠٠ (٤٨٨) حدثنا علي بن عبدالعزيز ثنا حرمي بن حفص العتكي ثنا محمد بن عبدالله بن علاثة ثنا عبدالعزيز بن عمر عن خالد بن اللجلاج حدثه أن أباه اللجلاج أخبره أنه كان قاعدا في السوق فمرت امرأة تحمل صبيا فثار الناس وثرت فسرنا فانتهينا الى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقول : « من أبو هذا معك ؟ » فسكتت فقال شاب حذاءها أنا أبوه يا رسول الله ، فأقبل عليها فقال : « من أبو هذا معك ؟ » فسكتت ، فقال الفتى يا رسول الله انها حديثة السن حديثة عهد بخربة وليست تكلمك وأنا أبوه يا رسول الله ، فنظر النبي صلى الله عليه وسلم الى بعض أصحابه كأنه يسألهم عنه ، فقالوا ما نعلم الا خيرا أو نحو ذا ، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم : « أحصنت ؟ » قال : نعم ، فأمر به النبي صلى الله عليه وسلم أن يرجم ، فخرجنا به فحفرنا له حتى أمكنا ثم رميناه بالحجارة حتى هدأ ، ثم انصرفنا الى مجالسنا ، فبينا نحن كذلك اذ جاء شيخ يسأل عن المرجوم فقمنا اليه فأخذنا بتلابيبه فانطلقنا به الى النبي صلى الله عليه وسلم فقلنا يا رسول الله هذا جاء يسأل عن الخبيث ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « مه هو أطيب عند الله من ريح المسك » فانصرفنا مع الشيخ فاذا هو أبوه فانتهينا اليه فأعناه على غسله وتكفينه ودفنه ، قال : وما أدري قال الصلاة عليه أم لا ؟

---

٤٨٨ ـ ورواه أحمد (٣/٤٧٩) وابو داود (٤٤١٢) والنسائي في الكبرى من هذا الطريق ٠

٠٠٠٠٠ (٤٨٩) حدثنا أحمد بن المعلى الدمشقي ثنا هشام بن عمار ثنا صدقة بن خالد ثنا محمد بن عبدالله الشعيثي عن مسلمة بن عبدالله الجهني عن خالد بن اللجلاج عن أبيه قال : كنا غلمانا نعمل في السوق ، فأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم برجم فرجم ، فجاء رجل يسألنا عنه ، فأتينا به رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقلنا يا رسول الله ان هذا جاء يسألنا عن هذا الخبيث الذي رجم اليوم ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « لا تقولوا خبيث ، فوالله لهو أطيب عند الله من المسك » ٠

(٤٩٠) حدثنا أبو زرعة عبدالرحمن بن عمرو الدمشقي ثنا أبو مسهر ثنا صدقة بن خالد عن محمد بن عبدالله النصري عن مسلمة بن عبدالله الجهني عن خالد بن اللجلاج عن أبيه قال : كنا غلمانا نعدو الى السوق ، فأتي رسول الله صلى الله عليه وسلم برجل أقر بالزنا فرجم ، فجاء رجل يسألنا عن مكان ذلك الرجل الذي رجم ، فأتينا النبي صلى الله عليه وسلم فقلنا يا رسول الله ان هذا يسألنا عن ذلك الخبيث ، فقال : « لا تقولوا خبيث فوالله لهو أطيب عند الله من المسك » ٠

٠٠٠٠٠ (٤٩١) حدثنا أبو أسامة عبدالله بن محمد بن أبي أسامة الحلبي ثنا أبي (ح)٠

وحدثنا ابراهيم بن دحيم الدمشقي ثنا أبي (ح) ٠

---

٤٨٩ ــ ورواه من هذا الطريق أبو داود (٤٤١٣) والنسائي في الكبرى والبخاري في التاريخ الكبير (٢٥٠/١/٤) ٠ والحديث بالطريقين حسن ٠

٤٩١ ــ قال في المجمع (٤٤/٣) ورجاله موثقون ٠ قلت عبدالرحمن بن العلاء وان أورده ابن حبان في الثقات فقد قال الحافظ مقبول ٠ ثم انه موقوف ٠

وحدثنا الحسين بن اسحاق التستري ثنا علي بن بحر قالوا ثنا مبشر بن اسماعيل حدثني عبدالرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن أبيه قال قال لي أبي : يا بني اذا أنامت فالحدني فاذا وضعتني في لحدي فقل بسم الله وعلى ملة رسول الله ثم سن على الثرى سنا ، ثم اقرأ عند رأسي بفاتحة البقرة وخاتمتها فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ذلك .

من اسمه لبيبة

٠٠٠٠ ـ لبيبة الانصاري

٠٠٠٠٠ (٤٩٢) حدثنا القاسم بن عباد ثنا اسحاق بن بهلول ثنا ابن أبي فديك عن يحيى بن عبدالرحمن بن لبيبة عن أبيه عن جده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا قرأ هذه الآية (فكيف اذا جئنا من كل أمة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا) بكى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال : « يا رب هذا شهدت على من أنا بين ظهريه فكيف بمن لم أر ؟ »

٠٠٠٠٠ (٤٩٣) حدثنا القاسم بن عباد الخطابي ثنا اسحاق بن بهلول الانباري ثنا ابن أبي فديك ثنا يحيى بن عبدالرحمن بن لبيبة عن أبيه عن جده قال : أهدي الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم خيبر شاة مصلية فأكل منها هو وبشر بن البراء بن معرور فمرضا مرضا شديدا ، ثم ان بشرا مات ، فلما مات أرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليهودية التي أهدتها فقال : « ما أطعمتنا ويحك ؟ » فقالت أطعمتك السم ،

---

٤٩٢ ـ قال في المجمع (٥/٧) وعبدالرحمن بن لبيبه لم أعرفه وبقية رجاله ثقات .

٤٩٣ ـ قال في المجمع (٨/٢٩٦) ويحيى هذا ان كان ابن ابي لبيبة فقد ذكره الذهبي في الميزان وان كان ابن لبيبة فلم أعرفه .

السنن الكبرى

للإمام
أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي
المتوفى سنة ٤٥٨ هـ

تحقيق
محمد عبد القادر عطا

الجزء الرابع

المحتوى

تتمة كتاب الجنائز ـ كتاب الزكاة ـ كتاب الصيام
كتاب الحج

* * *

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت ـ لبنان

«إن القبر أول منازل الآخرة، فمن نجا منه فما بعده أيسر منه، ومن لم ينج منه فما بعده أشد منه»، قال: وقال عثمان: ما رأيت منظراً قط إلا والقبر أفظع منه، قال عثمان رضي الله عنه: وكان النبي ﷺ إذا فرغ من دفن الميت قال: «استغفروا لميتكم وسلوا له التثبيت فإنه الآن يسأل» ـ زاد فيه غيره عن هشام ـ ووقف عليه فقال: «استغفروا» وأسند قوله ما رأيت منظراً إلى النبي ﷺ.

٧٠٦٥ ـ أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، وأبو سعيد بن أبي عمرو، قالا: ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا هارون بن سليمان، ثنا عبد الرحمٰن بن مهدي، عن سفيان، عن منصور، عن كثير بن مدرك أن عمر رضي الله عنه كان إذا سوى على الميت قال: اللهم أسلم إليك الأهل والعيال والمال والعشيرة وذنبه عظيم فاغفر له.

٧٠٦٦ ـ أخبرنا أبو الحسين بن الفضل، أنبأ عبد الله بن جعفر، ثنا يعقوب بن سفيان، ثنا عبد الله بن عثمان، أنبأ عبد الله، أنبأ ابن جريج، قال: سمعت ابن أبي مليكة يقول: رأيت عبد الله بن عباس لما فرغ من قبر عبد الله بن السائب فقام الناس عنه، قام ابن عباس فوقف عليه ودعا له.

٧٠٦٧ ـ وروينا عن عمرو بن العاص رضي الله عنه أنه قال لابنه عبد الله: فإذا مت فلا تصحبني نائحة ولا نار، فإذا دفنتموني فسنوا على التراب سناً[1]، فإذا فرغتم من قبري فامكثوا حول قبري قدر ما تنحر جزور ويقسم لحمها فإني أستأنس بكم حتى أعلم ما أراجع به رسل ربي: أخبرناه أبو صالح بن أبي طاهر، أنبأ جدي يحيى بن منصور، ثنا أحمد بن سلمة، ثنا إسحاق بن منصور، ثنا أبو عاصم، أنبأ حيوة بن شريح، أخبرني يزيد بن أبي حبيب، عن ابن شماسة المهري قال: حضرنا عمرو بن العاص وهو في سياقة الموت فذكره.

أخرجه مسلم في الصحيح.

[١٣٧] ـ باب ما ورد في قراءة القرآن عند القبر

٧٠٦٨ ـ أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا العباس بن محمد قال: سألت يحيى بن معين عن القراءة عند القبر فقال: حدثنا مبشر بن إسماعيل الحلبي، عن عبد الرحمٰن بن العلاء بن اللجلاج، عن أبيه أنه قال لبنيه: إذا أدخلتموني قبري فضعوني في اللحد وقولوا: باسم الله وعلى سنّة رسول الله ﷺ، وسنوا عليّ التراب سناً واقرأوا عند رأسي أول البقرة وخاتمتها، فإني رأيت/ ابن عمر يستحب ذلك. ٥٧

(١) في هـ: «فشنوا على التراب شناً».

من كتب الأذكار النبوية (١)

الدعوات الكبير

للحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي بن موسى البيهقي

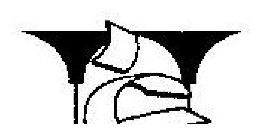
ت : ٤٥٨هـ

بعناية

بدر بن عبد الله البدر

النسخة الكاملة

الجزء الثاني



١٢٥- باب ما جاء في قراءة القرآن عند القبر

٦٣٨- أخبرنا **أبو عبد اللّٰه الحافظ** (حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب حدثنا العباس بن محمدٍ قال: سألتُ **يحيىٰ بن معين**)[1] عن القراءةِ عند القبر؟ فقال: حدثنا مُبَشِّرُ بن إسماعيلَ الحَلَبِيُّ عن عبد الرحمٰن بن العلاءِ بن اللجلاج عن أبيه أنه قال لبنيـه: إذا أدخلتموني قبري فضعوني في اللحد، وقولوا: بسم اللّٰه وعلىٰ سنةِ رسولِ اللّٰهِ ﷺ، وسُنُّوا عليَّ الترابَ سَنًّا، واقرؤوا عند رأسي أوَّلَ البقرةِ وخاتمتها، فإنِّي رأيتُ ابنَ عمر يستحبُ ذلك.

هٰذا موقوفٌ حسن[2].

(١) ما بين القوسين سقط من «تاريخ دمشق» كما سأشير إلىٰ ذلك في التعليق التالي.

(٢) أخرجه البيهقيُّ في «السنن الكبرىٰ» (٤: ٥٦- ٥٧) بإسناده هنا.

وأخرجه ابن عساكر في «تاريخ دمشق» (٤٧/ ٢٣٠)[1] والمزيُّ في «تهذيب الكمال» (٢٢: ٥٣٧- ٥٣٨) عن زاهر بن طاهر الشحاميِّ عن المصنف به، وهو كذلك في «تاريخ ابن معين» (٢: ٤١٥: ٥٢٣٨) بإسناده هنا ولكـن بتغاير في بعض الألفاظ.

وأورده النوويُّ في «الأذكار» (١: ٤٢٩) وقال قَبلها: «روينا في سنن البيهقيِّ بإسناد حسن». ثم ذكره.

وكذا أسنده من طريق البيهقيِّ ابنُ حجر كما في «الفتوحات» لابن علان (٤: ١٩٥) ثم نقل عن ابن حجرٍ أنه قال: «هذا موقوفٌ حسنٌ».

قلت: عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج ترجمه المزيُّ في «التهذيب» (١٧: ٣٣٢) ولم يذكر راويًا عنه إلا مبشر بن إسماعيل الحلبي، وكذا لم يذكر له موثقاً ولا مجرحاً إلا أن ابن حبان ذكره في «الثقات» وهٰذا فيه (٧: ٩٠)، وكذا ترجمه الذهبيُّ في «الكاشف» (٣٢٨٥) بقوله: «عن أبيه العلاء، وعنه مبشر بن إسماعيل» ولم يزد شيئاً، وأما في «الميزان» (٢: ٥٧٩) فقال: «شاميٌّ، عن أبيه، ما روىٰ عنه سوىٰ مبشر بن إسماعيل الحلبيُّ»، فكأنه يشير إلىٰ جهالته، واللّٰه أعلم.

وقال ابن حجرٍ في «التقريب» (٤٠٠١): «مقبول» يعني حيث يتابع وإلا فلين!!

(١) وقع سقط في إسناده من الأصل الخطي منه، حيث عطفَ ابنُ عساكر إسنادَ الحاكم علىٰ إسنادِ آخر، وقد أشار محقق «التاريخ» إلىٰ ذلك.

سلسلة

الأحاديث الصَّحيحة

وشيء من فقهها وفوائدها

تأليف

محمد ناصر الدين الألباني

رحمه الله

المجلد السابع

القسم الأول

٣٠٠٠ - ٣٢٢١

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد

«في صحته نظر ؛ فإن في إسناده ضبة بن محصن ، وفيه جهالة حال ، ولم أر له غير هذا الحديث مما اتصل إليه بإسناد صحيح» !

فأقول ـ والله المستعان ـ :

لقد كنت أسمع عن هذا الرجل ومجازفاته في الطعن في الأحاديث الصحيحة ، وأنه وضع لنفسه قواعد ـ بزعمه ـ ينطلق منها في تضعيفها ، وأحياناً يتساهل فيقويها ـ اتباعاً للهوى ـ غير ملتزم في ذلك القواعد العلمية التي وضعها العلماء ، فكنت أتريث حتى نجد من آثاره ما ندينه به ؛ حتى صدر كتابه ، فتأكدت من ذلك ، وصدَّق الخُبر الخَبر ، ولا أريد الإفاضة في ضرب الأمثلة ، فالمجال ضيق الآن ، فحسبنا الآن قوله المذكور أعلاه ؛ فإنه يكفي للدلالة على ما تقدم ، وذلك من وجوه :

الأول : زعمه أنّ ضَبة بن محصن مجهول الحال ؛ فإنه مما لم يقله قبله أحد ، ولا هو مما يساعد عليه قواعد هذا العلم وصنيع الحفاظ العارفين به .

الثاني : أن ضبة هذا قد وثقه ابن حبان ، وقال الحافظ ابن خلفون الأندلسي : «ثقة مشهور» ، وكذلك وثقه كل من صحّح حديثه ؛ إما بإخراجه إياه في «الصحيح» كمسلم وأبي عوانة ؛ أو بالنص على صحته كالترمذي .

الثالث : أنه قد روى عنه جمع من الثقات مثل عبدالرحمن بن أبي ليلى ، والحسن البصري ، وقتادة ، وميمون بن مهران ، فلو أنه لم يوثقه من سبق ذكرهم لكانت رواية هؤلاء الثقات عنه كافيةً في إثبات عدالته ، والاحتجاج بحديثه ؛ ما دام أنه لم يرو منكراً ، ولا سيما وهو من التابعين إن لم يكن من كبارهم ؛ كما يدل على ذلك صنيع الحفاظ المتأخرين في أمثالهم ، ولذلك صرح الذهبي في

حلية الأبرار وشعار الأخيار

في

تلخيص الدّعوات والأذكار المستحبّة في اللّيل والنّهار

المعروف بـ

الأذكار

النوويّة

تأليف

الإمام الفقيه المحدث محيي الدين أبي زكريا يحيى بن شرف النووي الدمشقي

ولد سنة ٦٣١ هـ وتوفي سنة ٦٧٦ هـ

رحمه الله تعالى

حقق نصوصه وخرج أحاديثه وعلق عليه

عبد القادر الأرناؤوط

طبعة خاصّة

للدكتور محمّد فيّاض البارودي

بالاشتراك مع

القَبْرِ وَضِيقِهِ ، وَنَزَلَ بِكَ وَأَنْتَ خَيْرُ مَنْزُولٍ بِهِ ، إِنْ عاقَبْتَهُ فَبِذَنْبٍ ، وإِنْ عَفَوْتَ عَنْهُ فَأَنْتَ أَهْلُ العَفْوِ ، أَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهِ ، وَهُوَ فَقِيرٌ إلى رَحْمَتِكَ ، اللَّهُمَّ اشْكُرْ حَسَنَتَهُ ، وَاغْفِرْ سَيِّئَتَهُ ، وأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ القَبْرِ ، واجْمَعْ لَهُ بِرَحْمَتِكَ الأَمْنَ مِنْ عَذَابِكَ ، واكْفِهِ كُلَّ هَوْلٍ دُونَ الجَنَّةِ ، اللَّهُمَّ اخْلُفْهُ في تَرِكَتِهِ في الغابِرِينَ ، وَارْفَعْهُ في عِلِّيِّينَ ، وَعُدْ عَلَيْهِ بِفَضْلِ رَحْمَتِكَ يا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ».

(باب ما يقوله بعد الدفن)

السُّنَّةُ لمن كان على القبر أن يحثيَ في القبر ثلاث حَثَيَاتٍ بيديه جميعاً من قبل رأسه . قال جماعة من أصحابنا : يستحبُّ أن يقول في الحثية الأولى : (مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ) وفي الثانية : (وفيها نُعِيدُكُمْ) وفي الثالثة : (وَمِنْهَا نُخرِجُكُمْ تارَةً أُخْرَى) [طه : ٥٦] . ويستحبُّ أن يقعد عنده بعد الفراغ ساعةً قدر ما تنحرُ جزورٌ ويقسم لحمها ، ويشتغل القاعدون بتلاوة القرآن ، والدعاء للميت ، والوعظ ، وحكايات أهل الخير ، وأخبار الصالحين .

روينا في «صحيحي البخاري ومسلم» عن عليٍّ رضي الله عنه،قال:«كنا في جنازة في بقيع الغرقد فأتانا رسول الله ﷺ فقعد وقعدنا حوله ومعه مخصرة(١)،فنكس، وجعل ينكت(٢) بمخصرته، ثم قال: مامِنكُمْ مِنْ أَحَدٍ إلا قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ ومَقْعَدُهُ مِنَ الجَنَّةِ، فقالوا:يارسول الله أفلا نَتَّكِلُ على كتابنا ؟ فقال : اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ ... » وذكر تمام الحديث .

وروينا في « صحيح مسلم » عن عمرو بن العاص رضي الله عنه قال : إذا دفنتموني أقيموا حول قبري قدر ماينحر جزورٌ ، ويقسمُ لحمها حتى أستأنسَ بكم ، وأنظرَ ماذا أراجع به رسل ربي .

وروينا في « سنن أبي داود » والبيهقي بإسناد حسن ، عن عثمان رضي الله عنه ، قال: « كان النبيُّ ﷺ إذا فرغ من دفن الميت ، وقف عليه فقال:« استغفروا لأخِيكُمْ ، واسألوا الله لهُ التَّثْبيتَ فإنَّهُ الآنَ يُسْألُ » .

قال الشافعي والأصحاب : يستحبُّ أن يقرؤوا عنده شيئاً من القرآن ، قالوا : فان ختموا القرآن كلَّه كان حسناً .

وروينا في « سنن البيهقي » باسناد حسن، أن ابن عمر استحبَّ أن يُقرأ على القبر بعد الدفن أوَّل سورة البقرة وخاتمتها .

---

(١) وهو مايختصره الإنسان بيده فيمسكه من عصا أو عكازة أو مقرعة أو قضيب ، وقد يتكئ عليه .

(٢) وفي نسخة : ينكت في الأرض ، في الصحاح : ينكت في الأرض بقضيب : أي يضرب ليؤثر فيها . وفي النهاية : ينكت الأرض بقضيب : هو أن يؤثر فيها بطرفه ، فعل المفكر المهموم .



تأليف

الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان
الهيثمي المصري
المتوفى سنة ٨٠٧هـ

تحقيق

محمد عبد القادر أحمد عطا

الجزء الثالث

يحتوي على الكتب التالية:
الجنائز - الزكاة - الصيام - الحج

٤٢٤٢ - وَعَنْ ابن عمر، رَضِي اللَّه عَنْهما، قَالَ: سمِعْتُ رَسُول اللَّه ﷺ يقول: «إذا مات أحدكم، فلا تحبسوه وأسرعوا بِهِ إِلَى قبره، وليقرأ عِنْدَ رأسه بفاتحة الكتاب، وعند رجليه بخاتمة سورة البقرة فِي قبره»[١].

رواه الطبراني في الكبير، وَفِيهِ يحيى بن عبد اللَّه البابلتي، وَهُوَ ضعيف.

٤٢٤٣ - وَعَنْ عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج، قَالَ: قَالَ لي أبي: يَا بني، إِذَا مت فألحد لي لحدًا، فَإِذَا وضعتني فِي لحدي، فقل: بسم اللَّه، وعلى ملة رَسُول اللَّه ﷺ، ثُمَّ شن التراب عليَّ شنًا، ثُمَّ اقرأ عِنْدَ رأسي بفاتحة البقرة وخاتمتها، فإني سمعت رَسُول اللَّه ﷺ يقول ذَلِكَ[٢].

رواه الطبراني في الكبير، ورجاله موثقون.

٤٢٤٤ - وَعَنْ واثلة، قَالَ: قَالَ رَسُول اللَّه ﷺ: «إذا وضع الميت فِي قبره، قَالَ: بسم اللَّه، وعلى سنة رَسُول اللَّه ﷺ، ووضع خلف قفاه مدرة، وبين كتفيه مدرة، وبين ركبتيه مدرة، ومن ورائه مدرة»[٣].

رواه الطبراني في الكبير، وَفِيهِ بسطام بن عبد الوهاب، وَهُوَ مجهول.

٤٢٤٥ - وَعَنْ الحكم بن الحارث السلمي، أنه غزا مَعَ رَسُول اللَّه ﷺ ثلاث غزوات، قَالَ: قَالَ لَنَا: «إذا دفنتموني ورششتم على قبري الماء، فقوموا على قبري، واستقبلوا القبلة، وادعوا لي»[٤].

رواه الطبراني في الكبير، وَفِيهِ عطية الدعاء، ولم أعرفه.

٤٢٤٦ - وَعَنْ قتادة، أن أنسًا دفن ابنًا لَهُ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ جاف الأرض عَنْ جنبيه، وافتح أبواب السماء لروحه، وأبدله دارًا خيرًا من داره[٥].

رواه الطبراني في الكبير، ورجاله ثقات.

---

(١) أخرجه الطبراني في الكبير برقم (١٣٦١٣).

(٢) أخرجه الطبراني في الكبير (٢٢٠/١٩).

(٣) أخرجه الطبراني في الكبير (٦٢/٢٢).

(٤) أخرجه الطبراني في الكبير برقم (٣١٧١).



تأليف

الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان

الهيثمي المصري

المتوفى سنة ٨٠٧ هـ

تحقيق

محمد عبد القادر أحمد عطا

الجزء الخامس

يحتوي على الكتب التالية :

٧٩٥٧ – وعن أبى بكرة، قال: نهى رسول الله ﷺ أن يمسح الرجل يده بثوب من لا يكسو.

رواه الطبرانى، وفيه راو لم يسم.

٣٠ – باب الذِّكر والصَّلاة بَعْدَ الطَّعَامِ

٧٩٥٨ – عن عائشة، قالت: قال رسول الله ﷺ: «أذيبوا طعامكم بذكر الله، والصلاة، ولا تناموا عليه، فتقسو قلوبكم»[١].

رواه الطبرانى فى الأوسط، وفيه بزيع أبو الخليل، وهو ضعيف.

٣١ – باب قِلَّة الأَكْلِ

٧٩٥٩ – عن أبى جحيفة، قال: أكلت ثريدة بلحم سمين، فأتيت رسول الله ﷺ وأنا أتجشأ، فقال: «اكْفُفْ عَنَّا جُشَاءَكَ أَبَا جُحَيْفَةَ، فَإِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ شِبَعًا فِى الدُّنْيَا أَطْوَلُهُمْ جَوْعًا يَوْمَ القِيَامَةِ»، فما أكل أبو جحيفة ملء بطنه حتى فارق الدنيا، كان إذا تغدى لا يتعشى، وإذا تعشى لا يتغدى[٢].

رواه الطبرانى فى الأوسط والكبير بأسانيد، وفى أحد أسانيد الكبير محمد بن خالد الكوفى، ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات.

٧٩٦٠ – وعن عبد الله بن عمرو، قال: تجشأ رجل عند النبى ﷺ، فقال: «اقصر من جشائك، فإن أطول الناس جوعًا يوم القيامة أشبعهم فى الدنيا».

رواه الطبرانى، عن شيخه مسعود بن محمد، وهو ضعيف.

٧٩٦١ – وعن اللجلاج، قال: ما ملأت بطنى طعامًا منذ أسلمت مع رسول الله ﷺ آكل حسبى، وأشرب حسبى، يعنى قوتى[٣].

رواه الطبرانى، وفيه المعلى بن الوليد، ولم أعرفه، وبقية رجاله ثقات.

٧٩٦٢ – وعن جعدة، أن النبى ﷺ رأى رجلاً عظيم البطن، فقال بأصبعه فى بطنه: «لَوْ كَانَ هَذَا فِى غَيْرِ هَذَا لَكَانَ خَيْرًا لَكَ». وفى رواية: أن النبى ﷺ رأى له رجل

---

(١) أخرجه الطبرانى فى الأوسط برقم (٤٩٥٢).

(٢) أخرجه الطبرانى فى الأوسط برقم (٨٩٢٩).

(٣) أخرجه الطبرانى فى الكبير (١٩/٢١٨).

التّرغيب والتّرهيب

مِنَ الحديثِ الشّريفِ

تأليف
الإمام الحافظ
زكيّ الدّين عبد العظيم بن عبد القويّ المنذريّ
المتوفى سنة ٦٥٦ هـ

ضبطه وخرّج آياته وأحاديثه
إبراهيم شمس الدّين

الجزء الثّالث

منشورات

١٢ ـ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ بُجَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قال: أَصَابَ النَّبِيَّ ﷺ جُوعٌ يَوْماً فَعَمَدَ إِلَى حَجَرٍ فَوَضَعَهُ عَلَى بَطْنِهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَلاَ رُبَّ نَفْسٍ طَاعِمَةٍ نَاعِمَةٍ فِي الدُّنْيَا جَائِعَةٌ عَارِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. أَلا رُبَّ مُكْرِمٍ لِنَفْسِهِ، وَهُوَ لَهَا مُهِينٌ. أَلا رُبَّ مُهِينٍ لِنَفْسِهِ وَهُوَ لَهَا مُكْرِمٌ». رواه ابن أبي الدنيا.

١٣ ـ وَعَنِ اللَّجْلاَجِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: مَا مَلأْتُ بَطْنِي طَعَاماً مُنْذُ أَسْلَمْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ آكُلُ حَسْبِي، وَأَشْرَبُ حَسْبِي، يَعْنِي قُوتِي. رواه الطبراني بإسناد لا بأس به، والبيهقي.

وزاد: وَكَانَ قَدْ عَاشَ مِائَةً وَعِشْرِينَ سَنَةً: خَمْسِينَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَسَبْعِينَ فِي الإِسْلاَمِ.

١٤ ـ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: رَآنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ أَكَلْتُ فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ أَمَا تُحِبِّينَ أَنْ يَكُونَ لَكِ شُغْلٌ إِلاَّ جَوْفُكِ، الأَكْلُ فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ مِنَ الإِسْرَافِ، وَاللَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ». رواه البيهقي، وفيه ابن لهيعة.

وفي رواية فَقَال: «يَا عَائِشَةُ، اتَّخَذْتِ الدُّنْيَا بَطْنَكِ، أَكْثَرُ مِنَ أَكْلَةٍ كُلَّ يَوْمٍ سَرَفٌ، واللَّهُ لا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ».

١٥ ـ وَرُوِيَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مِنَ الإِسْرَافِ أَنْ تَأْكُلَ كُلَّ مَا اشْتَهَيْتَ». رواه ابن ماجه[١] وابن أبي الدنيا في كتاب الجوع، والبيهقي، وقد صحح الحاكم إسناده لمتن غير هذا، وحسنه غيره.

١٦ ـ وَعَنْ أَبِي بَرْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا أَخْشَى عَلَيْكُمْ شَهَوَاتِ الْغَيِّ فِي بُطُونِكُمْ، وَفُرُوجِكُمْ، وَمُضِلاَّتِ الْهَوَى». رواه أحمد[٢] والطبراني والبزار، وبعض أسانيدهم رجاله ثقات.

١٧ ـ وَعَنْ جابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَقِيَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَقَدِ ابْتَعْتُ لَحْماً بِدِرْهَمٍ، فَقَالَ: مَا هذَا يَا جَابِرُ؟ قُلْتُ: قَرِمَ أَهْلِي فَابْتَعْتُ لَهُمْ لَحْماً بِدِرْهَمٍ، فَجَعَلَ عُمَرُ يُرَدِّدُ: قَرِمَ أَهْلِي حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنَّ الدِّرْهَمَ سَقَطَ مِنِّي وَلَمْ أَلْقَ عُمَرَ. رواه البيهقي.

---

(١) كتاب الأطعمة باب ٥١.

(٢) المسند ٤/ ٤٢٠، ٤٢٣.

نتائج الأفكار

في

تخريج أحاديث الأذكار

تأليف

الحافظ ابن حجر العسقلاني

(٧٧٣ - ٨٥٢هـ)

الجزء الرابع

تحقيق

حمدي عبد المجيد السلفي

دار ابن كثير

هذا موقوف صحيح.

(قوله: وروينا في سنن البيهقي بإسناد حسن أن ابن عمر استحب أن يقرأ على القبر بعد الدفن. . .) إلى آخره.

وبهذا الإسناد إلى البيهقي قال: أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، قال: حدثنا أبو العباس بن يعقوب، قال: حدثنا العباس بن محمد، قال: سألت يحيى بن معين عن القراءة عند القبر؟ فقال: حدثني مبشر بن إسماعيل الحلبي، عن عبد الرحمن بن اللجلاج، عن أبيه، أنه قال لبنيه: إذا أنا مت فضعوني في قبري، وقولوا: باسم الله وعلى سنة رسول الله، وسنوا علي التراب سناً، ثم اقرؤوا عند رأسي أول سورة البقرة وخاتمتها، فإني رأيت ابن عمر رضي الله عنهما يستحب ذلك[1].

هذا موقوف حسن.

أخرجه أبو بكر الخلال عن العباس بن محمد الدوري[2].

فوقع لنا موافقة عالية.

وأخرجه أيضاً من رواية أبي موسى الحداد، قال: وكان صدوقاً، قال: صلينا مع أحمد على جنازة فلما فرغ من دفنه جلس رجل ضرير يقرأ عند القبر، فقال له أحمد: يا هذا إن القراءة عند القبر بدعة، فلما خرجنا قال له محمد بن قدامة: يا أبا عبد الله ما تقول في مبشر بن إسماعيل؟ قال: ثقة، قال: كتبت عنه شيئاً؟ قال: نعم، قال: فإنه حدثني عن عبد الرحمن بن اللجلاج، عن أبيه أنه أوصى إذا دفن أن يقرأ عند قبره فاتحة البقرة وخاتمتها، وقال: سمعت ابن عمر يوصي بذلك، قال: فقال أحمد: قل للرجل فليقرأ[3].

---

(١) رواه البيهقي (٤/ ٥٦ ـ ٥٧).

(٢) تاريخ ابن معين رواية عباس الدوري (٥٤١٣).

(٣) إسناده ضعيف مع أنه موقوف، في إسناده شيخ الخلال الحسن بن أحمد الوراق، قال =

الفتوحات الربانية

على

الأذكار النواوية

تأليف

العالم العلامة محمد علي بن محمد علان
البكري الصديقي الشافعي
المتوفى ١٠٥٧ هـ

ضبطه وصححه وخرج آياته

عبد المنعم خليل إبراهيم

تنبيه:

وضعنا في أعلى الصفحات متن "الأذكار" للإمام النووي، ووضعنا تحته مباشرة نص "الفتوحات الربانية" للشارح ابن علان وفصلنا بينهما بخط. وقد ميزنا ضمن الشرح نص الأذكار بوضعه بين قوسين وباللون الأحمر

الجزء الرابع

قال الشافعي والأصحاب: يستحبُّ أن يقرؤوا عنده شيئاً من القرآن، قالوا: فإن ختموا القرآن كلَّه كان حسناً.

٤٦٧ ـ وروينا في «سنن البيهقي» بإسناد حسن، أن ابن عمر استحبَّ أن يُقرأ على القبر بعد الدفن أوَّل سورة البقرة وخاتمتها.

على التوحيد في جواب مسألة الملكين وقال الطيبي اطلبوا له من الله أن يثبته على جواب الملكين وضمن سلوا الدعاء كما في قوله تعالى: ﴿سَأَلَ سَآئِلُۢ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ﴾ [المعارج: ١] أي ادعوا له بدعاء التثبيت أي قولوا ثبته الله بالقول الثابت اهـ، وفي الحديث كما قال ابن الجزري دليل على إن الروح تعود إلى الجسد عقب الدفن للسؤال كما هو مذهب أهل السنة. قوله: (فإِنَّهُ الآنَ) أي الزمان الذي نحن فيه أو قريب منه قال الواحدي الآن الوقت الذي أنت فيه وهو حد الزمانين حد الماضي من آخره والمستقبل من أوله قال وذكر الفراء في أصله قولين أحدهما أن أصله أو إن حذفت منه الألف وغيرت واوه إلى الألف ثم أدخلت عليه الألف واللام وهي ملازمة له غير مفارقة والثاني أصله آن ماضي يئين بني اسماً لحاضر الوقت ألحق به أل وترك على بنائه وقال الفارسي الآن مبني لما فيه من مضارعة الحرف أي تضمنه معناه وهو مضمن معنى حرف التعريف قال والألف اللازم زائدتان ولا توحش من قولنا فقد قال بزيادته في نحو مررت بهم الجماء الغفير فنصب الجماء على الحال على نية إلقاء أل، سيبويه والخليل وأجاز الأخفش مررت بالرجل خير منك بناءً على أن أل زائدة قال أبو علي والقولان اللذان قالهما الفراء لا يجوز واحد منهما كذا في التهذيب للمصنف. قوله: (يُستَحبُ أَن يَقرؤُوا عِندَهُ شَيْئاً منَ الْقرْآنِ) أي ليصيبه من الرحمات الهاطلة على المجتمعين للقراءة والدعاء بينهم وينال بركة القرآن ويبعد عند سماع ذلك الشيطان قال تعالى: ﴿وَإِذَا قَرَأْتَ ٱلْقُرْءَانَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِٱلْآخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُورًا﴾ [الإسراء: ٤٥] والقصد إبعاد الشيطان خصوصاً في ذلك الزمان والمكان والله الموفق. قوله: (وَرَوَيْنَا في سنَنِ البيهَقي) قال الحافظ بعد تخريجه بسنده إلى البيهقي قال حدثنا أبو عبد الله الحافظ قال حدثنا أبو العباس بن يعقوب قال حدثنا العباس بن محمد قال سألت يحيى بن معين عن القراءة عند القبر فقال حدثني مبشر بن اسماعيل الحلبي عن عبد الرحمن ابن العلاء بن اللجلاج عن أبيه قال لبنيه إذا أنا مت فضعوني في قبري وقولوا بسم الله وعلى سنة رسول الله وسنوا علي التراب سنا ثم اقرأوا وعند رأسي أو سورة البقرة وخاتمتها فإني رأيت ابن عمر يستحب ذلك قال الحافظ بعد تخرجيه هذا موقوف حسن أخرجه أبو بكر الخلال وأخرجه من رواية علي بن موسى الحداد وكان صدوقاً قال صلينا مع أحمد على جنازة فلما فرغ من دفنه حبس رجل ضرير يقرأ عند القبر فقال له أحمد يا هذا إن القراءة عند القبر بدعة فلما خرجنا قال له محمد بن قدامة يا أبا عبد الله ما تقول في مبشر بن اسماعيل قال ثقة قال كتبت عنه شيئاً قال نعم قال إنه حدثني عن عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن أبيه أنه أوصى إذا دفن أن يقرؤوا عند قبره فاتحة البقرة وخاتمتها وقال سمعت ابن عمر يوصي بذلك قال فقال أحمد ارجع فقل للرجل فليقرأ اهـ. قوله: (أَنَّ ابْن عُمَر استَحبَّ الخ) ظاهر إيراده أنه موقوف على ابن عمر وقضية إيراد الحصن إنه نبّه عليه في الحرز والصواب إنه موقوف على ابن عمر رواه عند البيهقي وغيره.

كتاب الفروع

للعلامة الفقيه المحدث شمس الدين محمد بن مفلح المقدسي

المتوفى سنة ٧٦٣

ومعه

تصحيح الفروع

للفقيه العلامة المدقق علاء الدين علي بن سليمان المرداوي

المتوفى سنة ٨٨٥

وحاشية ابن قندس

لتقي الدين أبي بكر بن إبراهيم بن يوسف البعلي

المتوفى سنة ٨٦١

تحقيق

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

الجزء الثالث

مؤسسة الرسالة

دار المؤيد

الفروع عبدُالوهاب الورَّاق[١] وأبوحفصٍ (و هـ م). قال شيخنا: نقلها الجماعة. وهي قولُ جمهورِ السلف، وعليها قدماءُ أصحابه، وسمى المروذي. وعلله أبوالوفاء وأبوالمعالي بأنها مدفنُ النجاسةِ[٢] كالحشِّ[٣]. قال ابن عقيل: أبوحفصٍ يغلِّب الحظرَ. كذا قال. وصحَّ عن ابن عمر أنه أوصى إذا دفن أن
١٤١/١ يقرأ عنده بفاتحة البقرة وخاتمتِها[٤]/؛ فلهذا رجع أحمد عن الكراهة. وقال الخلالُ وصاحبه: المذهبُ: روايةٌ واحدةٌ: لا يُكره. وقال صاحب «المحرر» على روايةِ الكراهة: شدَّد أحمدُ حتى قال: لا يقرأ فيها في صلاةِ جنازةٍ. ونقل المروذيُّ فيمن نذر أن يقرأ عند قبر أبيه: يُكفِّر[٥] يمينَه ولا يقرأ. ويتوجه: يقرأ إلاَّ[٦] عند القبر. وله نظائرُ في المذهب، كنذرِ الطوافِ على أربع. وذكر غيرُ واحد فيمن نذرَ طاعة على صفةٍ لا تتعين: يأتي بالطاعةِ. وفي الكفارةِ لتركِ الصفةِ وجهان، فتشملُ هذه المسألة، ودلت روايةُ المروذي على إلغاءِ الموصوفِ لإلغاءِ صفته في النذرِ، وهو غريب، وعنه: بدعةٌ؛ لأنَّه ليس من فعلِهِ عليه السلام وفعلِ أصحابِه، فعُلم أنه محدَث. وسأله عبدالله: يحملُ مصحفاً إلى القبرِ فيقرأ[٧] عليه؟ قال: بدعةٌ.

التصحيح ....

الحاشية ....

(١) هو أبوالحسن، عبدالوهاب بن عبدالحكم الورَّاق، من خواص الإمام أحمد. قال الدارقطني: عبدالوهاب بن عبدالحكم بغدادي ثقة. مات ببغداد سنة ٢٥١هـ. «تاريخ بغداد» ١١/ ٢٥.

(٢) في الأصل: «النجاس».

(٣) الحُش: البستان. وبيتُ الحش مجاز؛ لأن العرب كانوا يقضون حوائجهم في البساتين، فلما اتخذوا الكُنف، وجعلوها خلفاً عنها، أطلقوا عليها ذلك الاسم. «المصباح»: (حش).

(٤) أخرجه اللالكائي في «شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة» (٢١٧٤).

(٥) بعدها في (ط): «عن».

(٦) ليست في (ط)، وفي (ب): «لا».

(٧) بعدها في (ط): «فيه».

الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر

من مسائل الإمام المبجل
أبي عبد الله أحمد بن حنبل

ويليه

القراءة عند القبور

كلاهما تأليف

الإمام أبي بكر أحمد بن محمد بن هارون الخلال
المتوفى سنة ٣١١هـ

تحقيق

الدكتور يحيى مراد

كتابُ القراءةِ عِنْدَ القُبُورِ

تصنيف أبي بكر الخلال

من مسائل الإمام أحمد بن حنبل

* أخبرنا الشيخ الإمام شرف الدين أبو عبد الرحمن عيسى قال: أنا الوالد الإمام محيى الدين أبو محمد عبد القادر بن أبي صالح قال: أناأبو الحسين المبارك بن عبد الجبار الصيرفي قال: أنا أبو إسحق البرمكي قال: أنا أبو جعفر الفقيه قال: أنا أبو بكر أحمد بن محمد الخلال قال:

* أنا العباس بن محمد الدوري قال: ثنا يحيى بن معين قال: ثنا مبشر الحلبي قال: حدثني عبد الرحمن بن العلاء بن الجلاح عن أبيه قال: قال أبي: إِذَا أَنَا مِتُّ، فَضَعْنِي فِي اللحدِ، وقُل: بسم الله، وعلى سنة رسول الله، وسِنَّ عَلَيَّ الترابَ سَنًّا(1)، واقرأ عند رأسي بفاتحة الكتاب وأول سورة البقرة، وخاتمتها، فإني سمعتُ عبد الله بن عمر يقول ذلك.

* قال الدوري: سألت أحمد بن حنبل، قلتُ: تَحْفَظُ في القراءةِ على القبورِ شيئاً؟

فقال: لا.

وسألتُ يحيى بن معين؟ فَحَدَّثَني بهذا الحديثِ.

---

(1) سَنُّ الترابَ أي: صَبُّهُ صَبّاً سَهْلاً.

* وأخبرني العباس بن محمد بن أحمد بن عبد الكريم قال: حدثني أبو سعيد عبد الله بن الحسين بن أحمد بن شعيب الحراني - من كنانة - قال: حدثني يحيى بن عبد الله بن الضحاك البابلتي ثنا أيوب بن نهيك الحلبي الزهري مولى آل سعد بن أبي وقاص - قال: سَمعْتُ عطاءَ بن أبي رباح المكي قال: سمعتُ ابنَ عُمرَ قال: سمعتُ النبي ﷺ يقول «إذَ مَاتَ أحدُكم فلا تَحْبسُوهُ، وأسرعوا به إلى قبره، وليُقْرَأْ عند رأسه بفاتحةِ البقرة، وعند رجليه بخاتِمَتِها»[1].

وأخبرني الحسن بن أحمد الوراق قال: حدثني علي بن موسى الحداد - وكَانَ صَدوقاً وكان حماد المقرئُ يُرْشِدُ إليه - فأخبرني قال: كنتُ مع أحمد بن حنبل ومحمد بن قدامة الجوهري في جِنَازَةٍ، فلما دُفِنَ الميِّتُ؛ جَلَسَ رجلٌ ضريرٌ يقرأ عند القبر، فقال له أحمد: ياهذا!! إن القراءة عند القبر بدعة، فلما خرجنا من المقابر، قال محمد بن قدامة لأحمد بن حنبل؛ يا أبا عبد الله، ما تقول في مبشر الحلبي؟

قال: ثقة...

قال: كتبت عنه شيئاً؟

قال: نعم، قال: فأخبرني مبشر عن عبد الرحمن بن العلاء بن الجلاح عن أبيه؛ أنه أوصى إذا دُفِنَ أن يُقْرَأَ عند رأسه بفاتحة البقرة وخاتمتها.

وقال: سمعتُ ابن عُمَرَ يُوصي بذلك.

---

(١) رواه البيهقي في شعب الإيمان، ورواه الطبراني في «الكبير» (٣/٢٠٨/٢) بإسناد ضعيف جداً وفيه يحيى بن عبد الله بن الضحاك البابلتي، وهو ضعيف.

فقال له أحمد: فَارْجِعْ؛ فَقُلْ للرجلِ يَقْرأ.

* وأخبرنا أبو بكر بن صدقة قال: سمعت عثمان بن أحمد بن إبراهيم الموصلي قال: كان أبو عبد الله أحمد بن حنبل في جنازةٍ، ومعه محمد بن قدامة الجوهري؛ قال: فلما مَرَّ الميتُ؛ جَعَلَ إنسانٌ يقرأ عنده، فقال أبو عبد الله لرجل: تَمُرُّ إلى ذلك الرجل الذي يقرأ، فقل له: لا تفعل، فلما مضى، قال محمد بن قدامة: مبشر الحلبي، كيف هو؟ فذكر القصة بعينها.

* أخبرني العباس بن محمد بن أحمد بن عبد العزيز قال: ثنا جعفر ابن محمد بن الحسن النيسابوري عن سلمة بن شبيب قال أتيت أحمد بن حنبل، فقلت إني رأيتُ عَفَّانَ يقرأ عند قَبْرٍ في المصحف؟! فقال لي أحمد ابن حنبل: خُتِمَ لهُ بِخَيْرٍ.

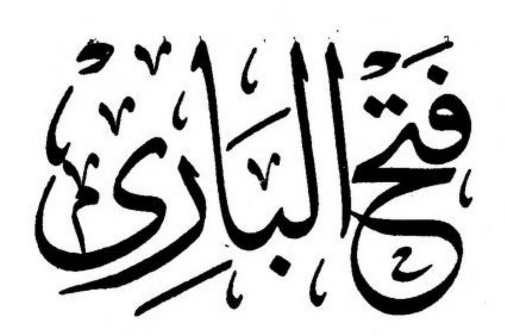
* أخبرني الحسن بن الهيثم البزار قال: رأيتُ أحمدَ بنَ حنبل يُصَلِّي خَلْفَ رَجُلٍ ضريرٍ يقرأ على القبور.

* أخبرني روح بن الفرج قال: سمعت الحسن بن الصباح الزعفراني يقول: سألتُ الشافعيَّ عن القراءةِ عند القبر؟

فقال: لا بأس بها.

* أخبرني أبو يحيى الناقد: ثنا سفر بن وكيع قال: ثنا حفص عن مجالد عن الشعبي قال: كانتِ الأنصارُ إذا ماتَ لهم مَيِّتٌ اختلفوا إلى قبره يقرؤونَ عنده القرآن.

* أخبرني إبراهيم بن هاشم البغوي قال: ثنا عبد الله بن سنان المروذي أبو محمد قال: ثنا الفضل بن موسى الشيباني عن شريك عن منصور عن



بشرح صحيح الإمام أبي عبد الله محمد بن إسمعيل البخاري

للإمام الحافظ

أحمد بن علي بن حجر

العسقلاني

٧٧٣ — ٨٥٢

الجزء الثالث

قرأ أصله تصحيحا وتحقيقا
وأشرف على مقابلة نسخه المطبوعة والمخطوطة

عبد العزيز بن عبد الله بن باز

الاستاذ بكلية الشريعة بالرياض

رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه
واستقصى أطرافه ، ونبه على أرقامها في كل حديث

محمد فؤاد عبد الباقي

المكتبة السلفية

قوله (عن سعيد بن المسيب) كذا قال سفيان وتابعه معمر وابن أبي حفصة عند مسلم ، وخالفهم يونس فقال «عن الزهرى حدثنى أبو أمامة بن سهل عن أبى هريرة» ، وهو محمول على أن للزهرى فيه شيخين . قوله (أسرعوا) نقل ابن قدامه أن الأمر فيه للاستحباب بلا خلاف بين العلماء ، وشذ ابن حزم فقال بوجوبه ، والمراد بالاسراع شدة المشى وعلى ذلك حمله بعض السلف وهو قول الحنفية . قال صاحب الهداية : ويمشون بها مسرعين دون الخبب ، وفى المبسوط : ليس فيه شيء مؤقت ، غير أن العجلة أحب الى أبى حنيفة ، وعن الشافعى والجمهور المراد بالاسراع ما فوق سجية المشى المعتاد ، ويكره الاسراع الشديد . ومال عياض الى نفى الخلاف فقال : من استحبه أراد الزيادة على المشى المعتاد ، ومن كرهه أراد الإفراط فيه كالرمل . والحاصل أنه يستحب الإسراع لكن بحيث لا ينتهى الى شدة يخاف معها حدوث مفسدة بالميت أو مشقة على الحامل أو المشيع لئلا ينافى المقصود من النظافة وادخال المشقة على المسلم ، قال القرطبى : مقصود الحديث أن لا يتباطأ بالميت عن الدفن ، ولأن التباطؤ ربما أدى الى التباهى والاختيال . قوله (بالجنازة) أى بحملها الى قبرها ، وقيل المعنى بتجهيزها ، فهو أعم من الأول ، قال القرطبى : والاول أظهر ، وقال النووى : الثانى باطل مردود بقوله فى الحديث «تضعونه عن رقابكم» . وتعقبه الفاكهى بأن الحمل على الرقاب قد يعبر به عن المعانى كما تقول حمل فلان على رقبته ذنوبا ، فيكون المعنى استريحوا من نظر من لا خير فيه ، قال : ويؤيده أن الكل لا يحملونه انتهى . ويؤيده حديث ابن عمر «سمعت رسول الله ﷺ يقول : إذا مات أحدكم فلا تحبسوه وأسرعوا به الى قبره» أخرجه الطبرانى باسناد حسن ، ولأبى داود من حديث حصين ابن وحوح مرفوعا «لا ينبغى لجيفة مسلم أن تبقى بين ظهرانى أهله» الحديث . قوله (فان تك صالحة) أى الجثة المحمولة . قال الطيبى : جعلت الجنازة عين الميت ، وجعلت الجنازة التى هى مكان الميت مقدمة الى الخير الذى كنى به عن عمله الصالح . قوله (فخير) هو خبر مبتدأ محذوف أى فهو خير ، أو مبتدأ خبره محذوف أى فلها خير ، أو فهناك خير ، ويؤيده رواية مسلم بلفظ «قربتموها الى الخير» ويأتى فى قوله بعد ذلك «فشر» نظير ذلك . قوله (تقدمونها اليه) الضمير راجع الى الخير باعتبار الثواب ، قال ابن مالك : روى «تقدمونه اليها» فأنث الضمير على تأويل الخير بالرحمة أو الحسنى . قوله (تضعونه عن رقابكم) استدل به على أن حمل الجنازة يختص بالرجال للاتيان فيه بضمير المذكر ولا يخفى ما فيه . وفيه استحباب المبادرة الى دفن الميت ، لكن بعد أن يتحقق أنه مات ، أما مثل المطعون والمفلوج والمسبوت[1] فينبغى أن لا يسرع بدفنهم حتى يمضى يوم وليلة ليتحقق موتهم ، نبه على ذلك ابن بزيزة ، ويؤخذ من الحديث ترك صحبة أهل البطالة وغير الصالحين

٥٢ - باب قولِ الميِّتِ وهوَ على الجنازةِ : قدِّموني

١٣١٦ - حدثنا عبدُ اللهِ بنُ يوسُفَ حدَّثَنا الليثُ حدَّثَنا سعيدٌ عن أبيهِ أنه سمعَ أبا سعيدٍ الخدريَّ رضيَ اللهُ عنه قال : كانَ النبيُّ ﷺ يقولُ « إذا وُضِعَتِ الجنازةُ فاحتمَلَها الرِّجالُ على أعناقِهِم ، فانْ كانتْ صالحةً

---

(١) المطعون : هو المصاب بالطاعون ، وهو داء معروف . والمفلوج : المصاب بالفالج . والمسبوت : المصاب بالغشية ، يقال سبت المريض إذا غشى عليه . والتحديد فى تحقق موت مثل هؤلاء باليوم والليلة فيه نظر ، والأولى عدم التحديد ، بل يرجع الى العلامات الدالة على الموت ، فمتى وجد منها ما يدل على يقين الموت اكتفى بذلك وإن لم يمض يوم وليلة . والله أعلم

قبر کے پاس سورہ بقرہ کے اول و آخر کی تلاوت

کا ثبوت

مرتبہ: الیاس علی شاہ حنفی عفی عنہ
مدرسہ تعلیم العلوم فوارہ کلمہ چوک